خاموش گواہی

از قلم تنزیلہ نوری

مکمل افسانہ

اسلامُ علیکم !

بازار آف ناولز پر آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ ہمارے پلیٹ فارم کا مقصد قارئین تک اردو ادب کا بہترین مواد پہنچانا ہے۔ بہترین ناولز کی پی۔ڈی۔ایف کے لیے ہماری ویب سائٹ ضرور وزٹ کریں۔

اگر آپ لکھاری ہیں اور بہترین مواد لکھتے ہیں، جو بے حیائی سے پاک اور عمدہ کونٹینٹ پر مبنی ہوتا ہے، لیکن آپ کے کام کو پذیرائی نہیں ملتی تو اپنا لکھا ہمیں ضرور بھیجیں۔ بازار آف ناولز کو آپ جیسے لکھاریوں کی اشد ضرورت ہے۔ آپ ہم تک دیے گئے پلیٹ فارمز کے ذریعے پہنچ سکتے ہیں۔

Website : www.baazarofnovels.com

Gmail : baazarofnovels@gmail.com

Instagram : @baazarofnovels

WhatsApp : +92 3158473374

"یہ ادبی تخلیق بازار آف ناولز کے کے لیے تحریر کی گئی ہے اور بازار آف ناولز کے لیے مخصوص ہے۔ مصنفہ کی تحریری اجازت کے بغیر اس ناول کی اشاعت، نقل یا کسی بھی صورت میں استعمال قانونی جرم تصور ہو گا۔"

انتساب!

اُن لوگوں کے نام جو خوف اور مجبوری کے باوجود سچ کا دامن نہیں چھوڑتے، اور جو جانتے ہیں کہ رزق دینے والی ذات اللہ کی ہے اور اُن لوگوں کے نام جو آزمائشوں میں بھی اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے، اللہ ہمیں حق کے لیے کھڑے ہونے اور ہر حال میں اپنے ضمیر کی آواز سننے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین!

پیش لفظ

یہ افسانہ سچ صبر اور اللہ پر توکل کی کہانی ہے۔اس میں یہ پیغام دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ خاموشی کبھی کبھی ظلم کا ساتھ بن جاتی ہے،اور حق کی گواہی دینا اگرچہ مشکل ہو، مگر ضروری ہے۔کیونکہ انصاف صرف سچ بولنے سے نہیں بلکہ سچ کا ساتھ دینے سے قائم ہوتا ہے۔

گواہی

میں نے نہیں کیا!

ارسلان کی آواز عدالت کے کمرے میں گونجی۔

سامنے کھڑے آدمی نے فوراً اس کی طرف انگلی اٹھائی۔اور زوردار آواز میں بولا، جج صاحب میں نے اپنی آنکھوں سے اسے گاڑی چلاتے دیکھا تھا۔

عدالت کے کمرے میں بیٹھے لوگوں کے درمیان سرگوشیاں ہونے لگیں۔اور ادھر اُدھر دیکھنے لگے۔

ارسلان نے حیرت سے اس شخص کو دیکھا۔وہ اسے پہچانتا تھا۔یہی آدمی دو دن پہلے حادثے کی جگہ موجود تھا، مگر اس وقت اس نے ارسلان سے ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا۔ارسلان کے دل میں کئی سوال اٹھنے لگے۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ شخص آج اس کے سامنے کیوں کھڑا ہے اور اس کے خلاف کیا گواہی دینے والا ہے۔اس نے دل ہی دل میں دعا کی۔

"یا اللہ! مجھے صبر دے، میرے دل کو مضبوط رکھ اور مجھے حق پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرما۔"

اسے رسول اللہ ﷺ کی اس تعلیم کا مفہوم یاد آیا کہ صبر کرنے والے کے لیے اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے۔ارسلان نے گہری سانس لی اور خود کو سمجھایا کہ مشکل کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو، اللہ سے ناامید نہیں ہونا چاہیے۔اگر وہ بے قصور ہے تو اسے اپنے رب پر بھروسا رکھتے ہوئے سچ کا ساتھ دینا ہوگا۔

جج نے میز پر پڑی فائل کھولی۔

"ارسلان احمد، تمہارے خلاف دو عینی گواہ موجود ہیں۔ تمہارے خلاف درج رپورٹ میں بھی یہی بیان ہے کہ حادثے کے وقت گاڑی تم چلا رہے تھے۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

ارسلان نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری۔

میں بے قصور ہوں، جناب۔ میں وہاں موجود ضرور تھا، لیکن گاڑی میں نہیں تھا۔۔۔

تو پھر اصل ڈرائیور کون تھا؟

یہ سوال سنتے ہی ارسلان خاموش ہو گیا۔

اس کی نظریں جھک گئیں، اصل ڈرائیور کا نام وہ جانتا تھا۔ مگر اس نام کے ساتھ بہت سے لوگ جڑے ہوئے تھے۔

اس کی اپنی نوکری، اس کے بیمار باپ، چھوٹی بہن کی فیس، گھر کا کرایہ اور اس کی ماں کی وہ نصیحت جس نے اسے ہمیشہ سچ بولنا سکھایا تھا۔

جج نے دوبارہ پوچھا۔

"تم نے جواب نہیں دیا۔"

ارسلان نے سر اٹھایا۔

"مجھے معلوم ہے اصل ڈرائیور کون ہے۔"

کمرۂ عدالت میں خاموشی چھا گئی۔

لیکن میں اسے صرف اپنے اندازے کی بنیاد پر مجرم قرار نہیں دے سکتا۔

جج نے اسے غور سے دیکھا۔

تو تمہارے پاس کیا ثبوت ہے؟

ارسلان نے کچھ کہنا چاہا۔۔ مگر اسی لمحے اس کی نظر عدالت کے دروازے پر پڑی، وہاں ایک بوڑھا آدمی کھڑا تھا۔اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔اور اس کی آنکھوں میں خوف صاف نظر آرہا تھا۔ارسلان اسے پہچان گیا۔وہ چوکیدار تھا۔وہ شخص جس نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

دو دن پہلے۔۔۔۔

ارسلان! یہ فائل ابھی حاجی صاحب کے دفتر میں پہنچادو۔ ارسلان نے اپنے باس کے ہاتھ سے فائل لی۔

"جی سر۔"

گھڑی میں ساڑھے چھ بج رہے تھے۔دفتر کے زیادہ تر ملازمین جا چکے تھے۔ارسلان نے میز پر پڑی چند رسیدیں ایک طرف کیں اور فائل اپنے بیگ میں رکھ لی۔اس کے ذہن میں گھر کے خرچوں کا حساب چل رہا تھا۔والد کی دوائی ختم ہونے والی تھی، چھوٹی بہن حنا کی کالج فیس جمع کرانی تھی۔گھر کا کرایہ بھی دو دن سے باقی تھا۔اس کی تنخواہ بری نہیں تھی، مگر ضروریات زیادہ تھیں۔ارسلان نے دفتر سے نکلتے ہوئے اپنے باس کو سلام کیا اور موٹر سائیکل اسٹارٹ کی۔راستے میں اس کا فون بجا،ماں کی کال تھی۔

"بیٹا، کہاں پہنچے؟"

"بس امی،دفتر سے نکلا ہوں۔"

"دیر نہ کرنا بیٹا ابا کی طبیعت کچھ خراب ہے۔

ارسلان کے دل میں فکر پیدا ہوئی۔

"دوائی دے دی تھی؟"

"ہاں، مگر ختم ہونے والی ہے۔"

"میں آتے ہوئے لے آؤں گا۔"

"اور حنا کی فیس؟"

ارسلان چند لمحے خاموش رہا۔

"کل دے دوں گا۔"

ماں نے کچھ نہیں کہا۔وہ جانتی تھیں کہ بیٹا اپنی استطاعت سے زیادہ ذمہ داریاں اٹھائے ہوئے ہے۔"اللہ آسانی کرے، بیٹا۔" آمین۔

اتنا کہہ کر کال ختم ہو گئی تھی۔

ارسلان نے موٹر سائیکل آگے بڑھا دی اس کی رفتار زیادہ تیز نہیں تھی لیکن وقت پر گھر جانا ضروری تھا پر اسے کیا معلوم تھا کہ اگلے چند گھنٹوں میں اس کی زندگی بدلنے والی ہے۔

وہ مین روڈ کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اچانک ایک گاڑی بہت تیزی سے اس کے سامنے سے گزری۔ پھر ایک زوردار آواز آئی۔

ارسلان نے فوراً بریک لگائی۔ایک نوجوان سڑک پر گرا ہوا تھا۔

لوگ ادھر اُدھر سے دوڑ کر آنے لگے۔

"ارے بھائی! ایمبولینس کو فون کرو!"

"کوئی کہہ رہا پانی لاؤ!"

ارسلان موٹر سائیکل ایک طرف کھڑی کر کے زخمی نوجوان کے پاس پہنچا۔اس کے ماتھے سے خون بہہ رہا تھا۔

بھائی! سن رہے ہو؟ارسلان نے اسے ہلایا۔

نوجوان نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی، مگر دوبارہ بند کر لیں۔

ارسلان نے فوراً ایمبولینس کو فون کیا۔اس دوران اس کی نظر کچھ فاصلے پر جاتی ہوئی گاڑی پر پڑی۔گاڑی چند لمحوں کے لیے رکی تھی۔ارسلان کو اس کی نمبر پلیٹ نظر آگئی۔اس نے نمبر ذہن میں بٹھا لیا۔پھر اچانک اسے گاڑی پہچان میں آگئی۔

یہ حاجی سلیم کی گاڑی تھی۔حاجی سلیم شہر کے بڑے تاجروں میں شمار ہوتے تھے۔ان کے پاس پیسہ تھا، اثرورسوخ تھا اور ہر بڑے آدمی سے تعلق تھا۔ارسلان نے گاڑی کی طرف دیکھا۔

پھر زخمی نوجوان کی طرف اس کے اندر عجیب سی بے چینی پیدا ہوئی۔کچھ ہی دیر میں ایمبولینس آگئی۔ زخمی شخص کو لے جایا گیا۔لوگ منتشر ہونے لگے۔

ارسلان بھی اپنی موٹر سائیکل کی طرف بڑھا۔

اسے معلوم نہیں تھا کہ ایک آدمی دور کھڑا اسے غور سے دیکھ رہا ہے۔ وہ حاجی سلیم کا آدمی تھا۔

رات کو گھر پہنچتے ہی ماں نے دروازہ کھولا۔

"اتنی دیر؟"

ارسلان نے جوتے اتارتے ہوئے کہا۔ماں "راستے میں حادثہ ہو گیا تھا۔"

ماں گھبرا گئی انہوں نے کہا بیٹا تم تو ٹھیک ہو نا۔۔

ہاں میں ٹھیک ہوں لیکن نہ جانے کیوں دل گھبرا رہا ہے میرا۔۔۔

اس کے والد دوسرے کمرے میں لیٹے ہوئے تھے وہ کمرے سے باہر آئے اور کہا کسی کو کچھ ہوا؟

"ایک لڑکا زخمی ہو گیا ہے سڑک حادثے میں"

"اللہ شفا دے اسے اور بیٹا تم گھبراؤ نہیں سب ٹھیک ہو جائے گا۔

ارسلان خاموشی سے بیٹھ گیا۔ماں نے کھانا سامنے رکھا۔

"تم پریشان مت ہو بیٹا؟"

اس نے کچھ کہنا چاہا "امی..." پھر وہ کچھ دیر خاموش رہا۔

"اگر کسی طاقتور آدمی سے متعلق کوئی سچ معلوم ہو اور اسے بتانے سے اپنے گھر کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو تو کیا کرنا چاہیے؟"

ماں نے اسے غور سے دیکھا۔

"یہ کیسا سوال ہے؟"

"بس ایسے ہی۔"

ماں نے پلیٹ اس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔۔

سچ کا فیصلہ فائدے اور نقصان سے نہیں کیا جاتا، بیٹا۔ لیکن اگر گھر والے مشکل میں آجائیں؟ تو پھر اللہ سے مدد مانگی جاتی ہے۔

ارسلان نے نظریں جھکا لیں۔۔انہوں نے دھیمے لہجے میں کہا۔۔

اور اگر انسان بہت ڈر جائے؟

ماں مسکرائیں۔

"ڈر لگنا گناہ نہیں ہوتا بیٹا لیکن ڈر کی وجہ سے حق اور سچ پر چلنا چھوڑ دینا انسان کی آزمائش میں ناکامی ہو سکتی ہے۔

ارسلان نے کچھ نہیں کہا۔وہ نہیں جانتا تھا کہ اگلے دن اسے اسی بات کا امتحان دینا پڑے گا۔۔

صبح اس کا فون مسلسل بج رہا تھا۔ایک خبر ہر جگہ پھیل چکی تھی۔کل رات ہونے والے حادثے میں زخمی نوجوان کی حالت تشویش ناک تھی۔اور پولیس نے حادثے کے ذمہ دار شخص کی تلاش شروع کر دی تھی۔ارسلان نے خبر پڑھی تو دل بیٹھ سا گیا۔

اسی وقت دفتر سے کال آگئی۔فوراً آؤ ارسلان۔۔۔

وہ دفتر پہنچا تو باس کا چہرہ سنجیدہ تھا۔

تم کل حادثے کی جگہ موجود تھے؟

جی سر۔۔

تم نے کیا دیکھا؟

ارسلان نے چند لمحے اسے دیکھا۔

ایک گاڑی نے لڑکے کو ٹکر ماری تھی۔۔

گاڑی کون چلا رہا تھا؟

میں نے ڈرائیور کو واضح نہیں دیکھا تھا۔

یہ جھوٹ تھا۔اس نے ڈرائیور کا چہرہ نہیں دیکھا تھا، مگر گاڑی پہچان لی تھی۔

باس نے فائل بند کر دی۔ ارسلان، تم ایک سمجھدار لڑکے ہو۔

جی سر مگر؟

مگر کیاارسلان حاجی صاحب ہمارے بہت بڑے کلائنٹ ہیں۔ کمپنی کے کئی بڑے معاملات ان کے ساتھ ہیں۔۔

ارسلان خاموش رہا۔

اس لیے بہتر ہے ارسلان کہ تم اس معاملے سے دور رہو۔

لیکن پولیس پوچھے گی تو؟

جو یاد نہیں، وہ یاد نہیں۔۔

ارسلان نے باس کی آنکھوں میں دیکھا۔

اور اگر مجھے سب یاد ہو؟

باس کے چہرے کی مسکراہٹ ختم ہو گئی۔

تو پھر بھی ہر بات کہنا ضروری نہیں ہوتاارسلان اس دفعہ وہ گرائے تھے۔

دوپہر کو پولیس کا فون آ گیا تھا ارسلان کو تھانے میں بلایا گیا وہ وہاں پہنچا تو ایک افسر نے اس سے سوالات کیے۔ پھر ایک تصویر اس کے سامنے رکھ دی۔ تصویر میں ارسلان زخمی نوجوان کے پاس کھڑا تھا۔

یہ تم ہو؟

"جی۔"

تمہارے کپڑے بھی وہی ہیں جو حادثے کے وقت تھے؟

"جی۔"

افسر نے دوسری فائل کھولی۔ دو گواہوں نے بیان دیا ہے کہ حادثے کے بعد تم گاڑی سے نکلے تھے۔

ارسلان کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔

یہ جھوٹ ہے!

تمہیں کوئی دشمنی تھی ان لوگوں سے؟

"نہیں۔"

تو پھر وہ جھوٹ کیوں بولیں گے؟

ارسلان کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

افسر نے کہا۔ ہمیں گاڑی بھی نہیں ملی۔

ارسلان نے فوراً کہا۔ گاڑی کا نمبر میرے پاس ہے۔

افسر نے قلم اٹھایا۔

"بتاؤ۔"

ارسلان نے نمبر بتا دیا۔

افسر نے اسے لکھ لیا۔ پھر چند لمحوں بعد اس نے کہا یہ نمبر ایک گاڑی کے ساتھ رجسٹرڈ ہے۔ مگر گاڑی کل رات سے مالک کے گھر میں موجود تھی۔"

ارسلان چونک گیا۔

یہ ممکن نہیں ہو سکتا سر۔۔۔۔

تم کہنا کیا چاہتے ہو؟

میں نے خود اسے سڑک پر دیکھا تھا۔

افسر نے اسے غور سے دیکھا اور کہا پھر تمہیں یہ بھی معلوم ہوگا کہ اس گاڑی کو کون چلا رہا تھا؟

ارسلان خاموش ہو گیا۔ اسے محسوس ہوا کہ معاملہ معمولی نہیں ہے

شام کو جب وہ گھر پہنچا تو دروازے کے باہر ایک آدمی کھڑا تھا۔

آپ ارسلان ہیں؟

"جی۔"

یہ آپ کے لیے ہے۔۔۔

اس نے ایک لفافہ دیا اور چلا گیا۔ ارسلان نے لفافہ کھولا اندر ایک کاغذ تھا۔

صرف ایک جملہ لکھا تھا: اپنی نوکری، گھر اور خاندان کو بچانا ہے تو خاموش رہو۔" ارسلان کے ہاتھ کانپنے لگے وہ گھر کے اندر گیا۔

ماں نے اسے دیکھا اور پوچھا بیٹا کیا ہوا؟

اس نے کاغذ چھپا لیا۔ کچھ نہیں ماں۔۔

اس رات وہ دیر تک جاگتا رہا۔ ایک طرف سچ تھا۔ دوسری طرف اس کا گھر اس نے اپنے بیمار والد کو دیکھا ۔ پھر حنا کی کتابیں دیکھیں اور پھر ماں کا سویا ہوا چہرہ تکتا رہا اس کے دل میں خیال آیا کیا حق کی گواہی دینے کے لیے اپنے گھر والوں کو خطرے میں ڈالنا بھی ضروری ہے؟ وہ جواب نہیں ڈھونڈ سکا۔

اگلی صبح ایک اور خبر سامنے آئی۔ زخمی نوجوان کا نام حماد تھا۔ وہ ایک غریب خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کا چھوٹا بھائی اسپتال کے باہر لوگوں سے مدد مانگ رہا تھا۔ ارسلان وہاں پہنچا۔

حماد کی ماں ایک بینچ پر بیٹھی رو رہی تھی۔ میرا بیٹا گھر کا سہارا تھا۔ارسلان خاموش کھڑا رہا۔وہ چاہتا تھا کہ آگے بڑھ کر کہے مجھے معلوم ہے کس کی گاڑی تھی۔ مگر الفاظ اس کے گلے میں پھنس گئے۔

حماد کے بھائی نے اسے دیکھ کر پوچھا

آپ بھی حادثے کے وقت وہاں تھے ؟

ارسلان نے سر ہلا دیا۔

تو آپ نے گاڑی دیکھی تھی؟

اس نے کچھ دیر خاموش رہ کر کہا.جی دیکھی تھی مگر۔۔۔

مگر کیا حماد کے بھائی نے پوچھا کون تھا؟

ارسلان کی نظریں جھک گئیں مجھے یقین سے نہیں معلوم

حماد کے بھائی کی آنکھوں میں مایوسی اتر آئی۔

ارسلان وہاں سے نکل آیا۔

مگر اس بار اس کے قدم بہت بھاری تھے اسی رات اس نے اپنی ماں سے سب کچھ بتا دیا دھمکی بھی, الزام بھی اور یہ بھی کہ وہ اصل گاڑی پہچانتا تھا۔

ماں کافی دیر خاموش رہیں۔ پھر بولیں تمہیں کیا لگتا ہے اگر تم خاموش رہو گے تو خطرہ ختم ہو جائے گا؟

ماں کم از کم ہمارے گھر کو خطرہ نہیں ہو گا۔

بیٹا کبھی کبھی خطرہ خاموش رہنے سے بھی بڑھتا ہے۔"

تو میں کیا کروں؟

دیکھو بیٹا وہ کرو جس کا جواب تم کل اللہ کے سامنے دے سکو۔

یہ سن کر ارسلان کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

اگلے دن دفتر میں ایک نیا واقعہ ہوا اکاؤنٹس ڈیپارٹمنٹ میں ایک فائل غائب تھی۔ وہی فائل جس میں کمپنی کے کچھ مشکوک لین دین درج تھے۔ باس نے سب ملازمین کو بلایا۔ جس کے پاس فائل تھی وہ سامنے آئے۔

ارسلان کا دل دھڑک اٹھا۔ وہ فائل دراصل حادثے والی رات اس کے بیگ میں تھی۔ اس نے اسے حاجی سلیم کے دفتر میں پہنچانے کے بجائے گھر لے آیا تھا، کیونکہ راستے میں حادثہ ہو گیا تھا۔

اس نے فائل نکالی۔ کاغذات دیکھے۔ کئی لاکھ روپے مختلف جعلی اکاؤنٹس میں منتقل کیے گئے تھے۔ اور ہر جگہ دستخط حاجی سلیم کی کمپنی کے تھے۔ لیکن ایک نام بار بار سامنے آ رہا تھا۔ حاجی سلیم کے بیٹے کا۔

ارسلان نے فوراً سمجھ لیا کہ حادثہ اور یہ مالی معاملہ شاید الگ نہیں تھے۔ شاید اسے صرف اس لیے نہیں

پھنسایا جا رہا تھا کہ وہ حادثے کا گواہ تھا۔ بلکہ اس لیے بھی کہ وہ ایسی فائل دیکھ چکا تھا جسے کسی صورت سامنے نہیں آنا چاہیے تھا۔

اسی دوران دفتر کا ایک ملازم، فہد، ارسلان کے پاس آیا۔

مجھے تم سے بات کرنی ہے۔

کیا ہوا؟

فہد نے ادھر اُدھر دیکھا۔ حادثے والی رات میں نے حاجی صاحب کے بیٹے کو دفتر سے نکلتے دیکھا تھا۔

ارسلان چونک گیا۔ کس کے ساتھ؟

فہد نے آہستہ سے کہا اکیلے نہیں تھا وہ۔۔۔

کون تھا اس کے ساتھ؟

فہد نے نام لینے سے پہلے ہی قدم پیچھے کر لیا۔

میں کچھ نہیں جانتا۔۔۔

وہ رک گیا۔

اگر تم جانتے ہو تو مجھے بتاؤ مجھے معلوم ہونا ضروری ہے۔

فہد نے صرف اتنا کہا اپنی جان بچاؤ، ارسلان۔ یہاں بہت کچھ تمہارے خیال سے بڑا ہے۔ پھر اتنا کہہ کر اور چلا گیا۔

اسی رات ارسلان کو وہ چوکیدار ملا جو گودام کے باہر ڈیوٹی کرتا تھا۔

صاحب!

ارسلان رک گیا۔

آپ مجھے جانتے ہیں؟

حادثے والی رات آپ وہاں تھے۔

جی بلکل

چوکیدار نے جیب سے ایک پین ڈرائیو نکالی صاحب یہ رکھ لیں۔۔

کیا ہے اس میں؟

کیمرے کی ریکارڈنگ ہے۔

ارسلان کی آنکھیں پھیل گئیں آپ نے پولیس کو کیوں نہیں دی؟

چوکیدار نے نظریں جھکا کر کہا صاحب میں بہت ڈر گیا تھا۔"

کس سے ڈر گئے؟اپنی غربت سے کے نوکری چلی جائے گی پھر ارسلان خاموش ہو گیا۔

چوکیدار کی آنکھیں بھر آئیں۔میری بیٹی بیمار ہے۔میرا بیٹا ابھی چھوٹا ہے۔اگر نوکری چلی گئی تو گھر کیسے چلے گا؟

ارسلان نے پین ڈرائیو ہاتھ میں لے لی۔

گھبراؤ مت اللہ پر بھروسہ رکھو لیکن اس میں کیا ہے؟

چوکیدار نے جواب نہیں دیا۔ خود دیکھ لیں

چوکیدار کی آنکھوں میں بے بسی اتر آئی۔"صاحب،اگر یہ بات باہر نکل گئی تو میری نوکری چلی جائے گی۔میرے گھر میں کھانے والا کوئی دوسرا کمانے والا نہیں ہے۔'

ارسلان نے نرمی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

رزق دینے والا تمہارا مالک نہیں،اللہ ہے۔وہ تمہیں نوکری سے نکال سکتا ہے،مگر تمہارے نصیب کا رزق نہیں چھین سکتا۔تم بس سچ کا ساتھ دو اور اللہ پر یقین رکھو۔یاد رکھو،جب بندہ حق کے راستے پر چلتے ہوئے اللہ پر بھروسا کرتا ہے تو اسے لوگوں کے خوف سے زیادہ اپنے رب کی رضا عزیز ہونی چاہیے۔اتنا کہہ کر ارسلان خاموش ہو گیا،پھر چوکیدار نے کہا۔

گاڑی حادثے کے بعد واپس آئی تھی۔

واپس؟

جی صاحب

کس کے ساتھ؟

ارسلان نے ویڈیو چلائی سڑک نظر آ رہی تھی، حادثے کے چند منٹ بعد وہی گاڑی واپس آئی، ڈرائیور نے گاڑی روکی، دروازہ کھولا۔اور باہر نکلا، چہرہ صاف دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ مگر اس کے ہاتھ پر ایک خاص نشان تھا۔ارسلان کی آنکھیں وہیں رک گئیں۔وہ نشان اس نے پہلے بھی دیکھا تھا۔دفتر میں اسے اچھے سے یاد ہے وہ شخص جو روز حاجی سلیم کے ساتھ آتا جاتا تھا۔

کمپنی کا قانونی مشیر کامران ارسلان کے ذہن میں ایک دم کئی باتیں جڑنے لگیں۔مالی فائل، غائب رقم ،حاجی سلیم کا بیٹا کامران یہ حادثہ اور اسے ملنے والی دھمکیاں سب تار ایک ساتھ جڑ گئے

اس نے ویڈیو دوبارہ چلائی۔اس بار اس نے گاڑی کے اندر ایک اور شخص کو دیکھا۔ پیچھلی سیٹ پر کوئی بیٹھا تھا۔ویڈیو دھندلی تھی۔ مگر کپڑوں سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ حاجی سلیم کا بیٹا تھا۔

ارسلان کے ہاتھ کانپنے لگے۔اب معاملہ صرف حادثے کا نہیں تھا۔

وہ اگلے دن پولیس کے پاس گیا۔اس نے پین ڈرائیو، مالی فائل اور تمام معلومات افسر کے حوالے کر دیں ۔تحقیقات شروع ہو گئیں۔

مگر اسی شام خبر آئی کہ فہد، وہ ملازم جس نے ارسلان سے بات کی تھی وہ لاپتہ ہے ارسلان پریشان ہو گیا۔ پولیس نے تلاش شروع کی، دو دن بعد فہد مل گیا۔ وہ خوف زدہ تھا۔

اس نے بتایا کہ اسے دھمکایا گیا تھا کہ اگر اس نے کچھ بتایا تو اس کی نوکری اور جان دونوں جا سکتی ہیں۔

اس نے آخر کار بیان دیا کہ حادثے والی رات حاجی سلیم کا بیٹا اور کامران کمپنی کے پچھلے دروازے سے نکلے تھے۔

کامران گاڑی چلا رہا تھا۔ حادثہ اس سے ہوا۔ اور حاجی سلیم کے بیٹے نے اپنے والد کے اثر و رسوخ سے معاملہ دبانے کی کوشش کی۔

ارسلان کو اب سب کچھ سمجھ آ گیا تھا۔ لیکن ایک سوال باقی تھا۔

اسے کیوں پھنسایا گیا؟

تحقیقات میں معلوم ہوا کہ حادثے سے چند گھنٹے پہلے ارسلان نے وہ مالی فائل دیکھی تھی۔

کامران کو ڈر تھا کہ اگر فائل سامنے آئی تو اس کی خرد برد پکڑی جائے گی۔ حادثے کے وقت ارسلان نے گاڑی دیکھ لی۔ اس لیے اسے خاموش کرانے کا سب سے آسان طریقہ یہی تھا کہ الزام اسی پر ڈال دیا جائے۔

مقدمہ عدالت میں پہنچا، اور اب ارسلان کٹہرے میں کھڑا تھا۔

www.baazarofnovels.com

جج نے پوچھا!

تمہارے پاس ثبوت کیا ہے؟

ارسلان نے کہا!

ایک ویڈیو ہے۔

وکیل نے ویڈیو عدالت میں پیش کی، پھر فہد نے گواہی دی۔

پھر چوکیدار کو بلایا گیا۔ وہی بوڑھا چوکیدار دروازے پر کھڑا تھا۔

اس کے چہرے پر خوف تھا۔ حاجی سلیم کے وکیل نے اسے گھورا۔

تمہیں کسی نے پیسے دیے ہیں؟

"نہیں۔"

تمہیں ارسلان نے مجبور کیا؟

"نہیں۔"

پھر اتنے دن خاموش کیوں رہے؟

چوکیدار نے سر جھکا لیا اور پھر کہا کیونکہ میں ڈرتا تھا۔

کمرۂ عدالت میں خاموشی چھا گئی۔

اور آج کیوں بول رہے ہو؟

چوکیدار نے آہستہ سے کہا کیونکہ مجھے سمجھ آگیا کہ میری خاموشی کسی ایک شخص کو نہیں، ایک پورے ظلم کو بچا رہی ہے۔ اس کی آواز کانپ رہی تھی۔ میں غریب ہوں مگر غریب ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ مجھے سچ بیچ دینا چاہیے۔

ارسلان نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

اس شخص کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ مگر اس بار وہ خوف سے نہیں، اپنے فیصلے سے کانپ رہا تھا۔

تمام ثبوت عدالت میں پیش ہوئے۔ مالی ریکارڈ سامنے آیا۔ جعلی اکاؤنٹس کی تفصیل سامنے آئی۔ کامران کے بیانات میں تضاد سامنے آیا۔ آخر کار حاجی سلیم کے بیٹے نے اعتراف کر لیا کہ حادثے کے وقت گاڑی میں وہ موجود تھا۔ کامران گاڑی چلا رہا تھا۔

اور حادثے کے بعد انہوں نے ارسلان کو پھنسانے کا منصوبہ بنایا تھا۔ ارسلان کے خلاف الزام ختم ہو گیا۔ حماد کو انصاف ملا۔

مالی بدعنوانی کی بھی تحقیقات شروع ہوئیں۔ لیکن ارسلان کے لیے سب سے اہم بات عدالت کا فیصلہ نہیں تھا۔ وہ عدالت سے باہر آیا تو چوکیدار وہیں کھڑا تھا۔ ارسلان نے اس سے ہاتھ ملایا۔

آپ نے بہت ہمت کی۔

چوکیدار مسکرایا، مجھے اب بھی ڈر لگتا ہے۔

ارسلان نے کہا مجھے بھی۔

دونوں چند لمحے خاموش رہے۔

چوکیدار نے کہا، فرق بس اتنا ہے کہ پہلے میں اپنے خوف کے پیچھے چھپ رہا تھا، اب اللہ پر بھروسہ کر کے اس کے باوجود کھڑا ہوں۔"

ارسلان مسکرا دیا۔

کچھ دن بعد ارسلان گھر آیا تو میز پر ایک لفافہ رکھا تھا۔ وہی دفتر تھا جس نے اسے ملازمت سے نکال دیا تھا۔ خط میں لکھا تھا کہ اسے دوبارہ ملازمت کی پیشکش کی جا رہی ہے۔ ارسلان نے خط بند کر دیا۔

ماں نے پوچھا، کیا ہوا؟

نوکری واپس مل رہی ہے۔

ماں کے چہرے پر خوشی آئی۔

"الحمدللہ۔"

ارسلان نے مسکرا کر کہا، امی، ایک بات سمجھ آئی ہے۔

کیا؟

رزق واقعی نوکری نہیں دیتی۔ماں کی آنکھیں نم ہو گئیں بلکہ اللہ دیتا ہے۔"

ماں نے اسے دعا دی۔

چند ماہ بعد حماد صحت یاب ہو کر اپنے گھر واپس آ گیا۔اس کا چھوٹا بھائی ایک دن ارسلان سے ملنے آیا۔

"بھائی، اگر آپ گواہی نہ دیتے تو شاید ہمیں کبھی انصاف نہ ملتا۔"

ارسلان نے کہا، میں اکیلا نہیں تھا۔

اور کون تھا؟

ارسلان نے مسکرا کر کہا، وہ چوکیدار، فہد، میری ماں... اور سب سے بڑھ کر اللہ نے ہمیں سچ پر قائم رہنے کی توفیق دی۔

وہ لڑکا خاموش ہو گیا۔

ارسلان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ایک بات یاد رکھنا۔

"جی؟"

حق کی گواہی صرف عدالت میں نہیں دی جاتی۔

"پھر کہاں دی جاتی ہے؟"

جہاں تم سچ جانتے ہو اور تمہاری خاموشی سے کسی کا حق مارا جا رہا ہو۔

لڑکے نے سر ہلا دیا۔

ارسلان نے آسمان کی طرف دیکھا۔ اسے یاد آیا، ایک وقت تھا جب وہ اپنے گھر، نوکری اور خاندان کے خوف میں مبتلا تھا۔ اسے لگتا تھا کہ اگر وہ سچ بولے گا تو سب کچھ کھو دے گا۔ مگر آخر میں اس نے جانا کہ انسان ہمیشہ چیزیں بچانے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔

جیسے نوکری، پیسہ، عزت، تعلقات مگر کبھی کبھی ان سب کو بچاتے بچاتے وہ اپنے اندر کی سب سے قیمتی چیز کھو دیتا ہے۔ اور جس دن انسان اپنے ضمیر کے سامنے ہار جائے، اس دن دنیا کی کوئی کامیابی اسے سکون نہیں دے سکتی۔

ارسلان نے اپنی زندگی میں پہلی بار یہ بات پوری طرح سمجھی تھی کہ ظلم صرف وہ نہیں کرتا جو کسی کا حق چھینتا ہے۔

کبھی کبھی وہ بھی ظلم میں شریک ہو جاتا ہے جو حق جانتے ہوئے خاموش رہتا ہے۔ اور سچ بولنے والا ہمیشہ طاقتور نہیں ہوتا۔

مگر جب وہ حق کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اس کی کمزوری بھی گواہی بن جاتی ہے۔

ختم شدہ